سوال

(212) ولید بن مغیرہ اور جاوید احمد غامدی

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا یہ صحیح ہے کہ مشرکین مکہ میں سے ولید بن مغیرہ المخزومی نے جب قرآن سنا تو بے اختیار کہہ اٹھا: ''بخدا، تم میں سے کوئی شخص مجھ سے بڑھ کر نہ شعر سے واقف ہے نہ رجز اور قصیدہ سے اور نہ جنوں کے الہام سے۔ خدا کی قسم، یہ کلام جو اس شخص کی زبان پر جاری ہے، ان میں سے کسی چیز سے مشابہ نہیں ہے۔ بخدا، اس کلام میں بڑی حلاوت اور اس پر بڑی رونق ہے۔ اس کی شاخیں ثمر بار ہیں، اس کی جڑیں شاداب ہیں، یہ لازماً غالب ہوگا، اس پر کوئی چیز غلبہ نہ پاسکے گی اور یہ اپنے نیچے ہر چیز کو توڑ ڈالے گا۔'' (السیرۃ النبویہ لابن کثیر ۱ /۴۹۹ بحوالہ میزان تصنیف: جاوید احمد غامدی ص ۱۷)

اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کی روشنی میں اس واقعے کی تحقیق کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ مذکورہ واقعہ اپنی تفصیل کے ساتھ حافظ ابن کثیر کی کتاب: السیرۃ النبویہ اور البدایہ والنہایہ (نسخہ محققہ ج ۳ ص ۲۷۴) میں بحوالہ بیہقی نقل کیا گیا ہے۔

امام بیہقی کی کتاب دلائل النبوۃ (ج ۲ ص ۱۹۸) میں یہ واقعہ درج ذیل سند سے موجود ہے:

''حدثنا محمد بن عبداللہ الحافظ قال: اخبرنا ابو عبداللہ محمد بن علی الصنعانی بمکۃ قال: حدثنا اسحاق بن ابراہیم قال: اخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن ایوب السختیانی عکرمۃ عن ابن عباس''

امام بیہقی کے استاد محمد بن عبداللہ الحافظ (حاکم نیشاپوری) کی کتاب المستدرک (ج ۲ ص ۵۰۷ ح ۳۸۷۲) میں یہ روایت اسی سند اور متن سے موجود ہے۔ حاکم اور ذہبی دونوں نے اسے صحیح کہا ہے۔ (!)

محمد بن علی بن عبدالحمید الصنعانی کی حدیث کی تصحیح سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صدوق تھے۔ ان کی وفات ۳۸۱ھ تا ۴۰۰ھ کے درمیان ہوئی ہے۔

دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی (ج ۲۷ ص ۴۰۸)

اس روایت میں اسحاق بن ابراہیم سے مراد الدبری ہے، جس کی پانچ دلیلیں پیشِ خدمت ہیں:

۱: مستدرک الحاکم میں حاکم نے محمد بن علی بن عبدالحمید عن اسحاق بن ابراہیم بن عباد کی سند سے روایتیں لکھی ہیں۔ مثلاً دیکھئے ج ۱ ص ۴۳ ح ۱۳۰

بلکہ بعض مقامات پر اسی راوی سے ''ثنا اسحاق بن ابراہیم الدبری'' کی صراحت موجود ہے۔ دیکھئے المستدرک ج ۴ ص ۴۲۲ ح ۸۳۰۲

۲: مشہور محدث واحدی نے ابوالقاسم الخدامی (عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن عبدان العطار، وثقہ عبدالغافر فی المنتخب من السیاق ص ۴۸۱ ت ۱۰۲۰) عن محمد بن عبداللہ بن نعیم (الحاکم) سے روایت کیا ہے اور اسحاق بن ابراہیم الدبری کی صراحت کی ہے۔ دیکھئے اسباب النزول للواحدی (ص ۳۷۵۔ ۳۷۶، سورۃ المدثر)

تنبیہ: اسباب النزول میں کتابت یا کمپوزنگ کی غلطی سے ''اسحٰق بن ابراہیم اللزبری'' چھپ گیا ہے۔!

۳: محمد بن علی بن عبدالحمید کی وفات اگر ۳۸۱ھ تسلیم کرلی جائے تو امام اسحاق بن راہویہ ان سے ۱۴۳ سال پہلے ۲۳۸ھ میں فوت ہوئے تھے۔

فرض کریں کہ جس سال امام اسحاق بن راہویہ فوت ہوئے تھے، اسی سال محمد بن علی پیدا ہوئے تو اس لحاظ سے ان کی عمر ۱۴۳ سال بنتی ہے جو بہت زیادہ اور غیر معمولی ہے لہٰذا کتبِ حدیث میں اس کا تذکرہ نہ ہونا اس کی دلیل ہے کہ محمد بن علی بن عبدالحمید نے امام اسحاق بن راہویہ کو نہیں پایا تھا اور نہ وہ ان کے زمانے میں موجود تھے۔

۴: حافظ ذہبی نے محمد بن علی کے ذکر کے بعد فرمایا: ''سمع من اسحاق الدبری جملۃ صالحۃ وحدث بمکۃ'' انھوں نے اسحاق الدبری سے اچھی روایتیں سنی تھیں اور مکے میں حدیث بیان کی۔ (تاریخ الاسلام ۲۷/ ۴۰۸)

۵: امام اسحاق بن راہویہ کی سند سے یہ روایت حدیث کی کسی باسند کتاب میں نہیں ملی۔ معلوم ہوا کہ حافظ ابن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ کا اور ان کی اتباع میں متعدد علماء مثلاً شیخ البانی رحمہ اللہ (صحیح السیرۃ النبویہ ص ۱۵۸) کا اس روایت کو امام اسحاق بن راہویہ (اسحاق بن ابراہیم بن مخلد) کی طرف منسوب کرنا غلط ہے، اور صحیح یہ ہے کہ اسے اسحاق بن ابراہیم بن عباد الدبری نے بیان کیا تھا۔

حافظ ابن کثیر کی غلطی کی وجہ یہ ہے کہ اسحاق بن ابراہیم الدبری اور اسحاق بن ابراہیم بن مخلد عرف ابن راہویہ میں ولدیت کا نام مشترک ہے لہٰذا انھیں تحقیق کا موقع نہ مل سکا۔ واللہ اعلم۔

مصنف عبدالرزاق کی عام روایتوں کے علاوہ اسحاق بن ابراہیم الدبری کی عبدالرزاق بن ہمام سے روایتیں دو وجہ سے ضعیف ہیں:

۱: عبدالرزاق آخری عمر میں نابینا ہونے کے بعد اختلاط (حافظے کی کمزوری) کا شکار ہوگئے تھے۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ہم عبدالرزاق کے پاس ۲۰۰ (ہجری) سے پہلے آئے تھے اور ان کی نظر صحیح تھی، جس نے ان کی نظر چلی جانے کے بعد ان سے سنا ہے تو اس کا سماع ضعیف ہے۔ (تاریخ دمشق لابی زرعۃ الدمشقی: ۱۱۶۰، وسندہ صحیح)

امام نسائی نے فرمایا: ''فیہ نظر لمن کتب عنہ بآخرۃ''

جس نے ان کے آخر میں ان سے لکھا ہے، اس میں نظر ہے۔ (کتاب الضعفاء: ۳۷۹)

اسحاق بن ابراہیم الدبری نے عبدالرزاق سے ان کے بہت زیادہ آخری دور میں سنا تھا۔ دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح (ص ۴۶۰، دوسرا نسخہ ص ۴۹۸)

دبری نے (عبدالرزاق کی وفات ۲۱۱ھ سے پہلے) ۲۱۰ھ میں ان سے سنا تھا۔

دیکھئے الکواکب النیرات مع تحقیق عبدالقیوم بن عبدرب النبی (ص ۲۷۵)

۲: اسحاق الدبری نے جب عبدالرزاق سے سنا تو اس کی عمر سات سال کے قریب تھی۔ دیکھئے میزان الاعتدال (ج ا ص ۱۸۱، دوسرا نسخہ ج ا ص ۳۳۲)

اس کی توثیق کے باوجود حافظ ذہبی نے کہا: ''لکن روی عن عبدالرزاق احادیث منکرۃ۔۔۔'' لیکن اس نے عبدالرزاق سے منکر حدیثیں بیان کیں۔ (میزان الاعتدال ا ۱۸۱)

دبری کی بیان کردہ روایتِ مذکورہ کے خلاف ثقہ راوی سلمہ بن شبیب کی بیان کردہ اسی روایت کی سند درج ذیل ہے: ''عبدالرزاق عن معمر عن رجل عن عکرمۃ: ان الولید بن المغیرۃ جاء۔۔۔'' (تفسیر عبدالرزاق ج ۲ ص ۲۶۳ ح ۳۳۸۴)

عبدالرزاق کے علاوہ یہی روایت محمد بن ثور الصنعانی نے ''معمر عن عباد بن منصور عن عکرمۃ'' کی سند کے ساتھ مرسلاً بیان کی ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری ج ۲۹ ص ۹۸ وسندہ صحیح الیٰ عبدالرزاق)

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ اسحاق بن ابراہیم الدبری کی بیان کردہ روایت شاذ یا منکر ہے اور اگر یہ عبدالرزاق تک صحیح بھی ہوتی تو دو وجہ سے ضعیف و مردود ہے:

۱: عبدالرزاق مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

۲: تفسیر عبدالرزاق اور محمد بن ثور (ثقہ) کی روایتوں کی روشنی میں محفوظ روایت مرسل ہے اور مرسل کی سند میں بھی رجل (عباد بن منصور ضعیف مدلس) ہے لہٰذا یہ روایت صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے۔

جاوید احمد غامدی نے اپنی کتاب میزان کی ابتدا میں یہ ضعیف روایت پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ غامدی میزان کا تحقیق اور علم حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بطورِ فائدہ عرض ہے کہ محمد بن عمران المرزبانی (معتزلی مجروح عندالجمہور) نے بغیر سند کے نقل کیا کہ فرزدق نے لبید بن ربیعہ کا ایک شعر سنا تو خچر سے اتر کر سجدہ کیا۔ (الاصابہ ۳ ۳۲۷)

حافظ ابن عبدالبر نے بغیر سند کے نقل کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لبید سے شعر سنانے کی فرمائش کی تو انھوں نے کہا: بقرہ اور آل عمران کے بعد اب شعر کہاں؟ (الاستیعاب ج ۳ ص ۳۲۷، میزان الغامدی ص ۱۷)

یہ دونوں بے سند حوالے جاوید احمد غامدی نے بطورِ جزم نقل کیے ہیں۔

ہر شخص پر ضروری ہے کہ جو حوالہ بھی پیش کرے، اس کی خود تحقیق کرے اور تحقیق کے بعد ہی اسے پیش کرے۔ اگر وہ خود تحقیق نہیں کر سکتا تو حوالے پیش نہ کرے بلکہ علماء کی طرف رجوع کر کے تحقیق کرانے کے بعد ہی استدلال کرے، ورنہ وہ اس حدیث کا مصداق بن جائے گا جس میں آیا ہے: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کرتا پھرے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۵، ترقیم دارالسلام: ۷،۸)

ان دو بے سند حوالوں اور ایک ضعیف روایت سے استدلال نے یہ ثابت کر دیا کہ روایات کی تحقیق اور دینی مسائل میں جاوید احمد غامدی پر اعتماد کرنا صحیح نہیں ہے۔ (۳۰ نومبر ۲۰۰۹ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج2ص485

محدث فتویٰ